ڈاکٹر محمد فضل الرحمٰن انصاری قادری ایک ہمہ جہت شخصیت

حامد علی علیمی*

تقسیمِ ہند کے بعد وطنِ عزیز پاکستان میں "فضل الرحمن" نام کے چند مشہور اہلِ علم ہوئے ہیں: ان میں ۱۔ فضل الرحمن ڈھاکہ والے (۱۹۰۵ء۔۱۹۶۶ء)، ۲۔ ڈاکٹر فضل الرحمن ملک (۱۹۱۹ء۔۱۹۸۸ء) اور ۳۔ ڈاکٹر حافظ محمد فضل الرحمن بن محمد خلیل انصاری (۱۹۱۵ء۔۱۹۷۴ء) قابلِ ذکر ہیں۔ ان تینوں ہی کی خدمات کو پاکستان میں سراہا گیا ہے۔ ۱۔ فضل الرحمن ڈھاکہ والے، یہ تقسیم ہند کے بعد پاکستان آئے اور یہاں انھیں لیاقت علی خان کی مرکزی کابینہ میں نہ صرف رکنیت ملی بلکہ وزارتِ تعلیم، تجارت اور پناہ گزیں کا قلمدان سونپ دیا گیا۔ انہی کی وزارت میں پاکستان کی پہلی قومی تعلیمی کانفرنس کراچی میں منعقد ہوئی، ان کا انتقال ۱۹۶۶ء میں ہوا(۱)۔ ۲۔ ڈاکٹر فضل الرحمن ملک، یہ ۲۱/ ستمبر ۱۹۱۹ء میں ہزارہ (موجودہ خیبر پختونخوا، پاکستان) میں پیدا ہوئے۔ پنجاب یونیورسٹی سے عربی میں ایم۔اے کیا اس کے علاوہ آکسفورڈ سے ۱۹۵۱ء میں اسلامی فلسفہ میں ڈی۔فل کیا۔ دنیا کے مختلف تعلیمی اداروں میں تعلیم و تدریس کا فریضہ انجام دیا اور کئی کتابیں تحریر کیں، جن میں سے چند کے نام یہ ہیں: ۱۔ *Islam* (۱۹۷۹ء)، ۲۔ *Prophecy in Islam* (۱۹۷۹ء)، ۳۔ *Islam and Modernity* (۱۹۸۲ء)، ۴۔ *Major Themes of the Qur'an* اور ۵۔ *Revival and Reform in Islam* وغیرہ۔ ان کا انتقال ۲۶/ جولائی ۱۹۸۸ء میں ہوا(۲) ۳۔ ڈاکٹر فضل الرحمن انصاری کہ انہی کی خدمات اس مقالہ کا موضوع ہیں۔ اتفاق سے مؤخر الذکر دونوں حضرات ڈاکٹر ہونے کے ساتھ دینی علوم کے جاننے والے بھی تھے۔ دونوں کی مختلف موضوعات پر کتب اور مضامین بھی ہیں۔ ڈاکٹر فضل الرحمن ملک صاحب شکاگو یونیورسٹی میں درس و تدریس بھی کرتے رہے ہیں، انہی کی تجدد پسندی اور بعض مسائل میں منفرد رائے مشہور تھی۔ ان دونوں کے انتقال کو آج کئی سال ہو چکے ہیں، تاہم وطنِ عزیز پاکستان کے بعض حلقوں میں اب بھی ایک غلط فہمی چلی آرہی ہے، وہ یہ کہ لوگ "ڈاکٹر فضل الرحمن انصاری قادری" کو "ڈاکٹر فضل الرحمن ملک" سمجھتے ہیں اور اپنے تحفظات کا

* لیکچرار گورنمنٹ کالج برائے طلبہ ناظم آباد، کراچی

اظہار کرتے ہیں، اس حوالے سے متعدد بار وضاحتیں پیش کی جاچکی ہیں کہ وہ فضل الرحمن ملک نہیں بلکہ یہ مبلغِ اسلام سفیرِ پاکستان شاہ محمد عبد العلیم صدیقی میرٹھی کے داماد اور مولانا شاہ احمد نورانی مرحوم کے بہنوئی ہیں، جن کے نام کے ساتھ "انصاری" اور "قادری" آتا ہے، مگر اب بھی بعض لوگوں کو یقین نہیں آتا، چنانچہ اس ضمن میں مولانا انصاری کے ایک معاصر ماہر القادری (شاعر وایڈیٹر ماہ نامہ "فاران" کراچی) صاحب کا حوالہ اس اُمید پر پیش کیا جارہا ہے کہ اب کم از کم علمی حلقوں میں یہ شُبہ زائل ہو جائے گا، چنانچہ آپ مولانا انصاری کے بارے میں لکھتے ہیں:

"جب میں نے پہلی بار اُنھیں دیکھا تو اُن کی پاکیزہ صورت، شرعی وضع قطع اور سنجیدہ چال ڈھال کا دل نے اچھا اثر قبول کیا۔ اُس کے بعد سیرت النبی ﷺ کے جلسوں میں اُن سے ملنے اور بات چیت کرنے کے مواقع ملتے رہے۔۔۔ (غالباً) فیلڈ مارشل لاء ایوب خان مرحوم کے دورِ حکومت میں اسلامی علوم کی تحقیقات کا جو مرکز قائم ہوا تھا، اُس کے ڈائریکٹر ڈاکٹر فضل الرحمٰن تھے، جن کی تجدد پسندی اور دینی مسائل میں حد سے بڑھی ہوئی آزادیِ رائے کی سرحد بے دینی سے ملتی تھی، ایوب خاں کے آخری زمانے میں علماء اور عوام مسلمانوں کے شدید احتجاج پر ڈاکٹر فضل الرحمٰن کو اُن کے عہدے سے سبک دوش کر دیا گیا۔ اخبارات ورسائل میں اُن کے خلاف مضامین کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ ڈاکٹر مولانا فضل الرحمٰن انصاری فرماتے تھے کہ بھئی! نام کی مشابہت نے مجھے عجیب پریشانی میں ڈال دیا ہے، بہت سے ناواقف لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ "فضل الرحمٰن" میں ہی ہوں، روزانہ ٹیلی فون آتے ہیں، گالیاں بھی سننی پڑتی ہیں، میں تردید کرتے کرتے تھک جاتا ہوں"(۳)

ہندوستان میں انصار کی آمد

تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے حضرت ابو منصور رحمہ اللہ امیر المؤمنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جہاد کے لیے خراسان تشریف لائے اور ہرات میں قیام فرمایا، پھر یہیں رہنے لگے اور ہرات میں ہی واصل بحق ہوئے۔ شیخ الاسلام عبد اللہ انصاری رحمہ اللہ (مولانا انصاری کے جدِ امجد) کی اولاد میں سے کچھ لوگ اسلامی لشکر کے ساتھ

جہاد کرنے کے لیے ہندوستان تشریف لائے اور یہاں مختلف علاقوں میں آباد ہوئے۔ بعض نے یہاں مساجد اور خانقاہیں تعمیر کروائیں اور فروغِ علمِ دین میں مصروف ہوگئے (۴)

مولانا انصاری کا خاندانی پس منظر

مولانا فضل الرحمن انصاری کا سلسلۂ نسب ۴۲ واسطوں سے میزبانِ رسول حضرت ابو ایوب خالد بن زید انصاری رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ حضرت ابو ایوب انصاری رسول اللہ ﷺ کے وہ صحابی منفرد ہیں، جن کے دو امتیازات تاریخِ اسلام میں خصوصی مقام رکھتے ہیں: **اولاً:** یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہجرت کے بعد سرورِ کائنات خاتم النبیین ﷺ کی میزبانی کا شرف عطا فرمایا اور **ثانیاً:** یہ کہ آپ وہ واحد صحابی ہیں، جن کے جسدِ اطہر نے سر زمین یورپ کو شرف بخشا۔ مولانا انصاری کے آباء واجداد میں شیخ الاسلام حضرت خواجہ صوفی عبد اللہ الانصاری (ہرات، افغانستان) بھی ہوئے ہیں، جو اپنے دور کے اکابر علماء ومشائخ طریقت سے تھے، خواجہ عبد اللہ انصاری کا مزار مبارک ہرات، افغانستان میں سلاطین و عوام دونوں کی عقیدت کا مرکز رہا ہے۔ مولانا انصاری اپنی کتاب "The Quranic Foundation and Structure of Muslim Society" میں "تزکیہ اور مسلم قیادت" کے تحت لکھتے ہیں:

"اسلامی تاریخ ایسی بہت سی جگمگاتی روحانی شخصیتوں سے بھری ہوئی ہے، جنھیں "صوفیاء" کہا جاتا ہے، طالبانِ تزکیہ انھیں خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے انسانیت کی خدمت کرتے ہوئے بڑی کامیابیاں حاصل کیں۔ انھیں صوفیاء کرام میں خواجہ معین الدین سنجری اجمیری رحمۃ اللہ علیہ ہیں، جنہوں نے تنِ تنہا اپنی روحانی طاقت و قوت سے بغیر کسی لشکر یا سیاسی حمایت کے اسلام دشمن اور اجنبی لوگوں کے دلوں میں اسلام کی عظمت ڈالی، جس سے جنوبی ایشیا کی تاریخ ہمیشہ کے لیے بدل گئی۔ شیخ الاسلام عبد اللہ انصاری ہروی رحمۃ اللہ علیہ بھی انہی صوفیاء میں سے ہیں، جنہوں نے تنہا روحانی زر بکتر کے ذریعے جابر حکمرانوں کی بد اعمالیوں کا بڑی شجاعت سے مقابلہ کیا اور انھیں حق کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا۔ الخ" (۵)۔

مولانا انصاری کا نام و نسب

نام محمد فضل الرحمٰن بن محمد خلیل انصاری ہے۔ سلسلۂ نسب یوں ہے: فضل الرحمن بن محمد خلیل بن امداد علی بن نجف علی بن محمد نواز بن فاتح محمد بن محمد میر بن محمد ناصر بن ابو محمد (آپ کی زوجہ حضرت شاہ ابو

المعالی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی تھیں) بن قاضی محمد زاہد بن قاضی عبد اللطیف بن قاضی عبد اللہ بن قاضی میراں بن قاضی عثمان بن قاضی محمد عادل بن قاضی شمس الدین بن خواجہ جنید بن خواجہ میران بن خواجہ صادق بن خواجہ عبد المالک بن امام ناصر الدین جالندھری بن خواجہ عثمان بن خواجہ ابو طاہر بن شیخ علقیٰ بن شیخ رافع بن شیخ نافع بن عامر ابو اسحق بن مالک شرف الدین بن شیخ محمد بن شیخ فضل اللہ بن شیخ عبد اللہ بن شیخ اُسید بن شیخ محمد بن شیخ نصیر بن شیخ محمد شاہ بن خواجہ عبد اللہ پیرِ ہرات بن ابو منصور محمد بن علی بن محمد بن احمد بن علی بن جعفر بن منصور مت بن حضرت ابو ایوب خالد بن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین (۶)

محمد خلیل صاحب کا انتقال ۱۹۵۵ء میں ہوا، والدۂ ماجدہ کا نام حسن آراء بیگم بنت علی حسن بن کریم بخش تھا۔(۷) یہ ۱۹۴۳ء میں اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملیں۔

وجہِ تسمیہ

آپ کی والدۂ ماجدہ کے تایا مولانا مشتاق احمد انصاری انبیٹھوی رحمہ اللہ (متوفیٰ ۱۳۵۶ھ /۱۹۳۷ء) نے، جو سلسلۂ چشتیہ صابریہ کے نامور شیخ اور عالم دین تھے، گنج مراد آباد کے شہرۂ آفاق ولیِ کامل قطب الاقطاب مولانا شاہ فضل الرحمن قدس اللہ سرّہ العزیز کے نامِ نامی پر آپ کا نام "فضل الرحمٰن" رکھا(۸)

ولادت وجائے ولادت

آپ کی ولادت جمعہ کے دن ۱۴/ شعبان المعظم ۱۳۳۳ھ بمطابق ۲۵/جون ۱۹۱۵ء(۹)مظفر نگر یوپی (انڈیا) میں ہوئی(۱۰)۔

القاب

آپ کو عظیم مفکر، مبلغِ اسلام، سیاحِ عالم اور شیخ الاسلام وغیرہ جیسے گراں قدر القاب سے نوازا گیا ہے۔

تعلیم وتربیت

۱۹۱۹ء میں "بسم اللہ" کی رسم حسب دستور خاندانی چار سال چار ماہ چار دن کی عمر میں "مدرسہ اسلامیہ مظفر نگر" میں ہوئی۔ آپ نے یہاں قرآن مجید حفظ کرنا شروع کیا، دو سال کے مختصر عرصہ میں ۱۹۲۱ء میں حفظ مکمل کر کے حفظِ قرآن کی سند حاصل کی۔ اسی سال آپ کے والدِ ماجد محمد خلیل انصاری اپنے خاندان

سمیت مظفر نگر سے میرٹھ آکر آباد ہوئے۔ (۱۱) مولانا انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۲۱ء میں مستقل طالبِ علم کی حیثیت سے "مدرسہ اسلامیہ میرٹھ" میں درسِ نظامی کی ابتدائی کتابیں پڑھنا شروع کیں، یہی وہ مدرسہ ہے جہاں آپ نے پہلی مرتبہ عربی وفارسی زبان بھی سیکھی اور یہ سلسلۂ تعلیم ۱۹۲۴ء تک جاری رہا(۱۲)، جبکہ انگریزی تعلیم کے لیے "میرٹھ کالج" میں داخلہ لیا(۱۳)۔ ۱۹۳۱ء میں جبکہ آپ کی عمر تقریباً سترہ سال تھی، آپ نے مختلف انگریزی رسائل میں مختلف علمی مضامین لکھنا شروع کیے(۱۴)۔ ۱۹۳۳ء سے ۱۹۳۶ء تک آپ نے علّامہ پروفیسر سیّد سلیمان اشرف بہاری صدر شعبہ علومِ اسلامیہ، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے قرآن وحدیث کے علاوہ علم الکلام اور تصوّف کی کتابیں پڑھیں(۱۵)۔ آپ نے ۱۹۳۳ء میں "میرٹھ کالج" سے ایف۔ ایس۔ سی کا امتحان پاس کیا اور مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ میں داخلہ لیا(۱۶)۔ آپ نے ۱۹۳۵ء میں بی۔ اے اور بی۔ ایس۔ سی دونوں کا امتحان ایک ساتھ دیا اور گولڈ میڈل حاصل کیا۔ بی اے میں خصوصی طور پر انگریزی ادب، فلسفہ، عربی، انگریزی، دینیات اور اردو جیسے مضامین منتخب کیے۔ دوسرا گولڈ میڈل جرمن زبان میں حاصل کیا، جبکہ آپ کو تیسرا گولڈ میڈل فلسفے میں ۹۸ فیصد نمبر حاصل کرنے پر ملا، یہ برِّصغیر میں فلسفے میں اتنے نمبر حاصل کرنے کا نیا ریکارڈ ہے جو تاحال برقرار ہے۔ اس کے علاوہ بی۔ اے میں فلسفہ کے پرچہ میں انعام کے مستحق ہوئے جبکہ عربی کے پرچہ میں "حقی انعام" سے نوازے گئے۔(۱۷)

۱۹۳۷ء میں آپ نے علامہ اقبال کو ایک خط لکھا، جس میں ذکر کیا کہ وہ مزید اعلیٰ تعلیم کے لیے یورپ جانا چاہتے ہیں، تاکہ اُس تحریک کی بنیاد رکھ سکیں، جو اُن کے ذہن میں ہے، چنانچہ علامہ اقبال نے ۱۶/ جولائی ۱۹۳۷ء میں باوجود علالت کے اپنے ایک دوست سے جواب لکھوا کر مولانا انصاری کو ارسال کیا، ہم اسے ذیل میں ذکر کرتے ہیں:

"جنابِ من! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

جہاں تک اسلامی ریسرچ کا تعلق ہے، فرانس، جرمنی، انگلستان اور اٹلی کی یونیورسٹیوں کے اساتذہ کے مقاصد خاص ہیں، جن کو عالمانہ تحقیق اور احقاقِ حق کے ظاہری طلسم میں چھپایا جاتا ہے۔ سادہ لوح مسلمان طالبِ علم اس طلسم میں گرفتار ہو کر گمراہ ہو جاتا ہے۔ ان حالات میں

آپ کے بلند مقاصد پر نظر رکھتے ہوئے مَیں بلا تامل کہہ سکتا ہوں کہ آپ کے لیے یورپ جانا بے سود ہے۔

میرؔ کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب اسی عطار کے لڑکے سے دوا لیتے ہیں

مصر جائیے، عربی زبان میں مہارت پیدا کیجیے۔ اسلامی علوم، اسلام کی دینی اور سیاسی تاریخ، تصوف، فقہ، تفسیر کا بغور مطالعہ کر کے محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اصل روح تک پہنچنے کی کوشش کیجیے۔ پھر اگر ذہن خداداد ہے اور دل میں خدمتِ اسلام کی تڑپ ہے تو آپ اس تحریک کی بنیاد رکھ سکیں گے، جو اس وقت آپ کے ذہن میں ہے۔ ہاں یورپ کا فلسفہ پڑھنے کے لیے آپ یورپ کا سفر کر سکتے ہیں۔ اگرچہ مسلمانوں کو موجودہ حالات میں فلسفہ اور لٹریچر کی چنداں ضرورت نہیں۔ اس صورت میں بھی Thesis کے ذریعہ ڈگری حاصل کرنا فضول ہے۔ یورپ کے فلسفہ کی مختلف شاخوں کا مطالعہ کر کے ڈگری حاصل کرنا چاہیے۔ میں علیل ہوں اور خط و کتابت کرنے سے قاصر ہوں، یہ خط بھی ایک دوست سے لکھوایا ہے۔ والسلام، محمد اقبال"(۱۸)

۱۹۳۹ء میں آپ جرمنی کے شہر برلن کی Alexander von Humboldt Stephen University میں بہ طور ریسرچ فیلو چنے گئے، آپ اعلیٰ تعلیم کے لیے جرمنی جانا چاہتے تھے، تاہم عالمی جنگ چھڑ جانے کی وجہ سے نہ جا سکے۔ اس کے بعد آپ نے B.Th (بیچلر آف تھیالوجی) کا کورس اختیار کیا۔(۱۹)

آپ نے ۱۹۴۱ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے علومِ دینیہ کا امتحان امتیازی حیثیت سے پاس کیا، اس میں بنیادی مضامین یہ تھے: قرآن، حدیث، فقہ، اُصولِ فقہ، تفسیر، اُصولِ تفسیر، اُصولِ حدیث اور فرائض۔(۲۰)

آپ نے مختلف مضامین میں ایم۔اے کی ڈگری بھی حاصل کی مثلاً اپنے طور پر "سیاسیات" (Political Science) اور "معاشیات" (Economics) میں ایم۔اے کیا، اس کے علاوہ ۱۹۴۲ء میں فلسفہ میں ایم۔اے کا امتحان فرسٹ کلاس میں پاس کیا۔

۱۹۴۲ء ہی میں پروفیسر ڈاکٹر سیّد ظفر الحسن کی زیرِ نگرانی آپ نے "اسلامی اخلاق اور فلسفہ ما بعد الطبیعات" (Islamic Moral and Metaphysical Philosophy) میں ڈاکٹریٹ کے لیے

تحقیق شروع کی۔ ڈاکٹر سیّد ظفر الحسن نے مولانا انصاری کے اس تحقیقی کام کی بہت تعریف کی، اُن کے علاوہ ڈاکٹر سر ضیاء الدین وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے کہا کہ اُنھیں یقین ہے کہ مولانا محمد فضل الرحمٰن انصاری کی تحقیق فلسفیانہ فکر کے لیے بہت اہم ثابت ہوگی۔ اسی سال آپ کو آفتاب ہوسٹل مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کا وارڈن بنایا گیا، ۱۹۴۵ء تک آپ اس ہوسٹل کے وارڈن رہے (۲۱)

۱۹۴۲ء سے ۱۹۴۷ء تک آپ پی۔ ایچ۔ ڈی کے لیے تحقیق کرتے رہے، جب یہ تحقیق مکمل ہوگئی تو اُن دنوں ہندوستان میں ہنگامے شروع ہوگئے، ڈاکٹر سیّد ظفر الحسن کراچی چلے گئے، اس منتقلی میں اُن کے پاس مولانا انصاری رحمۃ اللہ علیہ کا گراں قدر مقالہ گُم ہوگیا۔ پاکستان بننے کے تھوڑے عرصے بعد ۱۹۴۹ء میں ڈاکٹر سیّد ظفر الحسن کا انتقال ہوگیا۔ اس طرح مولانا انصاری کی خواہش پوری نہ ہوسکی اور پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری وصول کرنے سے محروم رہ گئے۔ اس تحقیقی مقالہ کی دوسری نقل مولانا انصاری کی ذاتی لائبریری میں تھی، جب آپ نے پاکستان ہجرت کی تو آپ کی لائبریری لوٹ لی گئی اور امرتسر کے مقام پر آپ کی کُتب چھین لی گئیں، یہ واقعہ نومبر ۱۹۴۷ء کا ہے۔ اس طرح آپ کے دونوں مسوّدے ضائع ہوگئے اور کئی سال کی محنت اور تکلیف دہ تحقیق ضائع ہوگئی۔ البتہ پاکستان آنے کے بعد آپ نے کراچی یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی سند حاصل کرلی تھی۔ (۲۲) آپ کا تحقیقی مقالہ انگریزی زبان میں ہے، اس کا اصل مسودہ جامعہ کراچی کی مرکزی لائبریری میں آج بھی درست حالت میں موجود ہے، یہ مقالہ کتابی صورت میں شائع ہوچکا ہے، جس کا نام ہے: ‘‘The Quranic Foundations and Structure of Muslim Society’’۔

شیوخ واساتذہ

مولانا انصاری نے مختلف شیوخ واساتذہ سے اکتسابِ فیض کیا، جن میں یہ قابلِ ذکر ہیں: ۱) مبلغِ اسلام شاہ محمد عبد العلیم صدیقی قادری میرٹھی، ۲) رئیس العلماء مولانا سید محمد سلیمان اشرف بہاری، اور ۳) امام الفلسفہ پروفیسر ڈاکٹر سید ظفر الحسن۔ (۲۳)

عقدِ نکاح

۱۹۳۶ء میں آپ کا نکاح مولانا شاہ محمد عبد العلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی صاحبزادی اَمَۃُ السُّبوح سُبحیہ بیگم سے ہوا۔ (۲۴)

وفات حسرت یاس

۱۹۷۴ء میں مولانا انصاری دل اور پھیپھڑوں کی وجہ سے علیل ہوگئے۔ مزید یہ کہ اُنھیں ذیابیطس (شوگر) کی تکلیف بھی تھی۔ ۳/ مئی کو آپ کو " National Institute of Cardiovascular Diseases" کراچی میں داخل کرایا گیا، ۳۰/ مئی کو ڈاکٹروں نے بتایا کہ مولانا کے دونوں گردے ناکارہ ہو چکے ہیں۔ اُس کے بعد احباب آپ کو گھر لے آئے تاکہ ہومیو پیتھک علاج کی کوشش کی جائے، مگر وقت آپہنچا تھا(۲۵)۔

آپ پیر ۱۱/ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۴ھ بمطابق ۳/ جون ۱۹۷۴ء کی صبح اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ نمازِ جنازہ اُس وقت کے وفاقی وزارتِ اوقاف وحج کے مشیر جناب عبد القادر گیلانی نے پڑھائی۔(۲۶) آپ کو المرکز الاسلامی شمالی ناظم آباد بلاک بی، کراچی کے احاطے میں سپردِ خاک کیا گیا (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔ آپ نے ایک بیوہ، ایک فرزند اور چار صاحب زادیاں سوگوار چھوڑیں۔

اب ہم ذیل میں مولانا انصاری کی ہمہ جہت شخصیت کے چند نمایاں پہلوؤں کا ذکر کرتے ہیں، تاکہ آپ کی خدمات کا اندازہ لگایا جاسکے۔

بحیثیت ماہرِ علوم وفنون

مولانا انصاری اپنے وقت کے مروجہ علومِ قدیمہ وجدیدہ میں ید طولیٰ رکھتے تھے، تاہم یہ تعین ذرا مشکل ہے کہ آپ کتنے علوم وفنون میں مہارت رکھتے تھے، مقالہ نگار نے آپ کے قلمی شاہکار پڑھ کر اور علمی خطابات سُن کر جن مختلف علوم وفنون کی جھلک دیکھی، اِن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ علم القرآن (جس میں تفسیر اور اس سے متعلقہ علوم شامل ہیں)، ۲۔ علم الحدیث، ۳۔ علم الکلام (خصوصاً اشعری وماتریدی)، ۴۔ علم الفقہ (خصوصاً فقہِ حنفی وشافعی)، ۵۔ لغت، عربی، اردو، فارسی، انگریزی اور جرمن وغیرہ ۶۔ علم معاشیات (Economics)، ۷۔ علم عمرانیات (Sociology)، ۸۔ علم تاریخ (History)، ۹۔ تاریخِ فلسفہ (History of Philosophy)، ۱۰۔ مسلم فلسفہ (Muslim Philosophy)، ۱۱۔Meta Philosophy، ۱۲۔ علمِ قانون (Law Courses)، ۱۳۔ علمِ طب (ہومیو پیتھک)، ۱۴۔ علم قراءت وتجوید، ۱۵۔ فنِ خطابت(”كَلِّمُوا النَّاسَ عَلىٰ قَدْرِ عُقُولِهِمْ“، یعنی: لوگوں

سے ان کی عقلوں کے مطابق گفتگو کرو، کی عملی تصویر)، ۱۶۔ فنِ تحریر (جس پر آپ کی کُتب شاہد ہیں)، ۱۷۔ علمِ تصوف، ۱۸۔ سائنس (قدیم وجدید)، ۱۹۔ علم حساب / ریاضی (Mathematics)، ۲۰۔ فلسفہ (Philosophy جس پر آپ کا تحقیقی مقالہ شاہد ہے)، ۲۱۔ علم النفس / نفسیات (Psychology)، ۲۲۔ طبعیات / مابعد الطبعیات (Physics & Meta Physics)، ۲۳۔ فزیکل سائنس (Physical Science)، ، ۲۴۔ میتھالوجی (Mythology)، ۲۵۔ تاریخِ تہذیب وثقافت (History of Civilizations & Cultures)، ۲۶۔ تقابلِ ادیان، ۲۷۔ اسلام کا اخلاقی فلسفہ اور اخلاقی ضابطہ، ۲۸۔ اسلامی سیاسی نظریہ اور نظام اور ۲۹۔ اسلامی معاشی نظریہ اور نظام وغیرہ علوم وفنون میں آپ کا وسیع مطالعہ تھا اور آپ ان کی تعلیم وتدریس کرتے رہے۔

علی گڑھ میں قیام کے دوران آپ نے طب کے متعلق بھی پڑھا، خاص طور پر آپ ہومیوپیتھک میں بہت دل چسپی لیتے تھے۔ ہندوستان کے مشہور ڈاکٹر چوہدری آپ کے استاد تھے۔ کچھ سالوں بعد کراچی میں ۲۹/ ستمبر ۱۹۶۶ء میں آپ کا نام مستند ہومیوپیتھک ڈاکٹرز میں درج کر لیا گیا۔ (۲۷)

بحیثیت ماہر لسانیات

مولانا انصاری کو اردو، عربی، فارسی، گجراتی، انگریزی اور جرمن وغیرہ جیسی علاقائی وبین الاقوامی زبانوں پر مہارت حاصل تھی۔ ۱۹۳۷ء میں مولانا انصاری نے عربی، فارسی اور انگریزی کے علاوہ جرمنی زبان بھی سیکھنا شروع کی امتحان دیا اور "گولڈ میڈل" سے نوازے گئے، جیسا کہ گذشتہ سطور میں گزرا۔

بحیثیت معلم ومدرس

مولانا انصاری نے ۱۹۵۴ء سے ۱۹۶۰ء تک مختلف مشہور تعلیمی اِداروں میں درس وتدریس کی صورت اپنی خدمات پیش کیں اور اپنے طلبہ کے دلوں پر مثبت نقوش ثبت کیے۔ ان تعلیمی اِداروں میں کراچی کا سینٹ پیٹرک کالج، سینٹ جوزف کالج اور کالج آف ہوم اکنامکس شامل ہیں، جن میں آپ مختلف موضوعات پر لیکچر دیتے رہے۔ آپ ان کالجز میں Islamic Metaphysics (اسلامی مابعد الطبعیات)، Islamic Moral Philosophy (اسلامی اخلاقی فلسفہ) Islamic Politics (اسلامی سیاسیات) اور

Islamic Economics (اسلامی معاشیات) پڑھاتے رہے۔ ان فرائض کے علاوہ آپ جامعہ کراچی میں لیکچرار بھی رہے (۲۸)

اسی طرح ۱۹۶۲ء میں مئی تا اگست آپ نے اکیڈمی آف اسلامک اسٹڈیز کوئٹہ کے زیرِ اہتمام علما کے فقہ اور سیرت النبی ﷺ کے سیمینار منعقد کروائے۔ آپ اس اکیڈمی میں اسلامک اسٹڈیز کے پروفیسر تھے، اس کے علاوہ مذہبی فلاسفی اور Comparative Religion (تقابلِ ادیان) کی تعلیم بھی دیتے تھے (۲۹)۔ ۱۹۶۳ء میں آپ اسلامی یونیورسٹی بہاول پور میں صدر شعبہ تصوّف و اخلاق مقرر ہوئے لیکن دوسرے فرائض کے پیشِ نظر آپ نے اس ملازمت کو اختیار نہ کیا (۳۰)

بحیثیت مؤلف و مصنف

مولانا انصاری نے اپنی عالمی تبلیغی مصروفیات کے باوجود تصنیف و تالیف کا مقدس فریضہ بھی انجام دیا، یہ تصانیف اُن تحریرات سے الگ ہیں، جو مختلف رسائل و جرائد میں دنیا کے مختلف حصوں میں شائع ہوتی رہیں، ہم ذیل میں آپ کی کچھ کُتب و تصانیف کا ذکر کرتے ہیں:

اردو زبان میں ۱۔ قرآنِ حکیم کا عمرانی فلسفہ (سورۃ العصر کی تفسیر)، مطبوعہ المرکز الاسلامی، عالمی جمعیت تبلیغِ اسلام، کراچی اور ۲۔ اسلام اور مارکس ازم، مطبوعہ عالمی جمعیت تبلیغِ اسلام، کراچی قابلِ ذکر ہیں۔ جبکہ انگریزی زبان میں یہ ہیں:

۳. The Beacon Light,
٤. The Christian World in Revolution
٥. Muhammad: The Glory of the Ages
٦. Islam in Europe and America
٧. Muslims and Communism
٨. Humanity Reborn
٩. Islam
١٠. Trends in Christianity
١١. Our Future Educational Programe
١٢. Islam and Christianity in the Modern World
١٣. Ethics of the Qur'an
١٤. Meaning of Prayer
١٥. Communist Challenge to Islam
١٦. What is Islam?
١٧. Islam versus Marxism

۱۸. Islamic Moral and Metaphysical Philosophy
۱۹. Foundations of Faith
۲۰. Beyond Death
۲۱. The Qur'anic Foundations and Structure of Muslim Society

آپ نے یہ کتاب ۱۹۷۳ء میں لکھی۔ نو سو صفحات پر مشتمل یہ کتاب دو جلدوں میں ہے۔ بلاشبہ یہ ایک تاریخ ساز کتاب اور یقیناً بہت بڑا کام ہے۔ اس کتاب کی افتتاحی تقریب یکم دسمبر ۱۹۷۳ء کو ہوئی۔ پاکستان کے بڑے بڑے علما و دانش ور اور مفکرین نے اس کتاب اور اس کے مصنّف کو خراجِ تحسین پیش کیا، چند کے تاثرات مندرجہ ذیل ہیں:

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی (۳۱) سابق وائس چانسلر جامعہ کراچی کہتے ہیں: "توضیحاتِ اسلام کے لیے اپنے مخصوص انداز میں ہونے والی کاوشوں میں یہ ایک عمدہ کاوش ہے"۔

ممتاز قانون دان جناب اللہ بخش کریم بروہی (۳۲) نے لکھا: "میں بغیر کسی ہچکچاہٹ کے یہ خیال کرتا ہوں کہ یہ کتاب قرآن کو سمجھنے میں معاون ہے اور قرآن کے متعلق جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں، اُن میں ایک گراں قدر اضافہ ہے۔ علّامہ اقبال کے انگریزی خطبات "تشکیلِ جدید الٰہیات" کے بعد اگر کوئی دوسری کتاب میری نظر میں آتی ہے تو وہ یہ کتاب ہے" (۳۳)

پروفیسر ڈاکٹر عثمان امین، قاہرہ یونیورسٹی (مصر) لکھتے ہیں: "قرآنِ حکیم اور اسلامی ثقافت کے متعلقہ اُصولوں پر یہ ایک جامع کتاب ہے۔"

ڈاکٹر سیّد حسین ناصر، تہران یونیورسٹی، ایران، کے مطابق: "مختلف نقطۂ نگاہ سے منظّم تحقیق پر مبنی اخلاقیاتِ قرآن پر جدید مواد ہے"۔

ڈاکٹر محمد منظور احمد، کراچی یونیورسٹی نے کہا: "فی الحقیقت قرآن کے اخلاقی ضابطۂ قانون پر جامع کتاب ہے اور میرے علم کے مطابق اتنی وسیع النظر کتاب اب تک مسلم ادبی تاریخ میں وضع نہیں کی گئی"۔ (۳۴)

خالد اسحاق، ایڈووکیٹ سپریم کورٹ، پاکستان، نے کہا: "بلاشبہ یہ اپنی نوعیت کا اعلیٰ شاہ کار ہے۔ مصنّف نے نہ صرف یہود و نصاریٰ کے اعتراضات پر دلائل دیے ہیں بلکہ کتاب کا ہر جملہ بالواسطہ اعتراضات پر جواب لیے ہوئے ہے"۔ (۳۵)

شیخ محمد جعفر علیمی قادری ایم۔اے (سابق جنرل سیکریٹری ورلڈ فیڈریشن آف اسلامک مشنز، کراچی) کہتے ہیں: "مولاناڈاکٹر محمد فضل الرحمٰن انصاری کی عظیم کتاب "The Quranic Foundation and Structure of Muslims Society" کو یہ حیثیت حاصل ہے کہ جنرل ضیاء یا اُن کے عمّالِ حکومت جب کسی مسئلے کا حل تلاش کرتے کرتے تھک جاتے ہیں، تو ضیاء صاحب اپنے ساتھیوں سے کہتے ہیں کہ اس کتاب کا مطالعہ کرو تو مل جائے گا اور یقیناً وہ کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اب تک مختلف منسٹریوں اور اداروں نے اسلامی معموں کے حل کی تلاش کے لیے ستّر ہزار روپے کی یہ کتابیں خریدی ہیں"(۳۶)

۲۲. Which Religion
۲۳. Islam and Western Civilization
۲٤. Philosophy of Worship in Islam
۲٥. Through Science and Philosophy to Religion(۳۷)
۲٦. A New Muslim World in Making.

علامہ محمد اقبال نے اپنے ایک خط میں اس کتاب (A New Muslim World in Making) کا ذکر یوں کیا ہے:

مسعود عالم ندوی کے نام

مخدومی جناب مدیر ایضاً(۳۸)!

مجلہ ضیا میں سید فضل الرحمن انصاری کی کتاب "اے نیو مسلم ورلڈ ان میکنگ" پر آپ کا ریویو نظر سے گزرا، مگر اس سے یہ نہ معلوم ہوا کہ کتاب کہاں سے دستیاب ہو سکتی ہے۔ اگر زحمت نہ ہو تو مہربانی کر کے جو نسخہ آپ کے پاس ہے، قیمتاً ارسال فرما دیجیے، یا جہاں سے کتاب مذکورہ دستیاب ہو سکتی ہے، وہاں لکھ دیجیے کہ مجھے ایک نسخہ بذریعہ ویلیو ارسال کر دیں۔ اُمید کہ آپ یہ زحمت گوارا فرما کر مجھے ممنون فرمائیں گے۔

مخلص

محمد اقبال، میو روڈ، جاوید منزل(۳۹)

بحیثیتِ سیاحِ عالم و مبلغ اسلام

مولانا انصاری نے اپنی زندگی میں پانچ مرتبہ دنیا بھر کے مختلف ملکوں کا عالمی تبلیغی دورہ فرمایا، جبکہ دو مرتبہ ان کے علاوہ کچھ مختصر وقت کے لیے مخصوص ممالک کا دورہ کیا۔ ان ممالک میں دینِ اسلام کے پیغام کو

کماحقّہ پہنچایا، اس کوشش و سعی کے سبب بے شمار افراد حلقہ بگوش اسلام ہوئے اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں نے بھی اپنی زندگیوں کو قرآن و سنت کے مطابق ڈھالا۔

چنانچہ ۱۹۴۹ء میں مولانا شاہ محمد عبد العلیم صدیقی نے حجازِ مقدس سے مولانا انصاری کو خط لکھا، جس میں انھیں فوراً تمام مصروفیات چھوڑ کر حجازِ مقدس آنے کا کہا۔ مولانا انصاری فوراً روانہ ہوئے۔ شاہ صاحب نے آپ کو حطیم کعبہ میں بیعت و خلافت سے نوازا اور پھر یہ دونوں عالمی دورہ پر روانہ ہوئے۔ یہ پہلا تبلیغی دورہ تھا، جو تقریباً پندرہ ماہ تک جاری رہا۔ اس دورہ میں اِن عظیم مبلغوں نے پانچ بر اعظموں کے ممالک کا دورہ کیا، ان میں مشرقِ وسطیٰ، یورپ، افریقہ، شمالی اور جنوبی امریکہ کے ممالک شامل ہیں۔ ایشیا میں حجازِ مقدس، اُردن، شام، عراق، سری لنکا، ملائشیا، انڈونیشیا، فلپائن اور جاپان کا دورہ کیا، جبکہ یورپ میں برطانیہ، فرانس اور اٹلی کا۔ اسی طرح افریقہ میں مصر جبکہ جنوبی و شمالی امریکا میں کینیڈا، ٹرینڈاڈ وٹوبیگو، برٹش گیانا اور سرینام وغیرہ کا یادگار دورہ کیا۔(۴۰)

۱۹۵۷ء میں مولانا انصاری نے تین بر اعظموں کا تبلیغی دورہ کیا اور تقریباً سترہ ممالک میں جا کر تبلیغ واشاعت کا کام کیا، یہ دورہ تقریباً پانچ ماہ تک جاری رہا۔ ایشیا کے ممالک میں ملائشیا، تھائی لینڈ، فلپائن، ہانگ کانگ، جاپان، شام اور عراق شامل ہیں، جبکہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں کینیڈا، ٹرینڈاڈ وٹوبیگو، برٹش گیانا اور سرینام وغیرہ، نیز یورپ میں برطانیہ، ہالینڈ اور ترکی وغیرہ شامل ہیں(۴۱)

۱۹۶۰ء میں آپ نے تیسرا عالمی تبلیغی دورہ کیا، جو تقریباً آٹھ ماہ تک جاری رہا۔ اس دورہ میں ایشیائی ممالک میں ملائشیا، فلپائن، ہانگ کانگ، تائیوان، جاپان، اُردن اور عرب شامل ہیں، یورپ میں برطانیہ اور سوئٹزرلینڈ، افریقہ میں مصر، جبکہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں کینیڈا، ٹرینڈاڈ وٹوبیگو، برٹش گیانا اور سرینام وغیرہ قابلِ ذکر ہیں، یہاں آپ نے اسلام کے مختلف موضوعات پر تقاریر کیں۔(۴۲)

۱۹۶۴ء میں آپ نے چوتھی مرتبہ دنیا کے مختلف ممالک کا تبلیغی دورہ کیا جو پانچ ماہ تک جاری رہا۔ اس مرتبہ ایشیا کے ممالک میں ہانگ کانگ اور جاپان، یورپ میں برطانیہ اور جرمنی جبکہ جنوبی و شمالی امریکہ میں ٹرینڈاڈ وٹوبیگو، برٹش گیانا، سرینام، نیویارک اور کینیڈا وغیرہ کا دورہ کیا۔(۴۳) اس تبلیغی دورہ میں اسلام کے ایک اہم شعبہ ”سیاست“ پر بھی مولانا انصاری نے روشنی ڈالی، خصوصاً اُس وقت کی سیاسی حالت پر تبصرہ

کرتے ہوئے فرمایا: ”اسلام سے قبل جمہوریت کا وجود کہیں نہیں تھا۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق جمہوریت کی تعریف یہ ہے:

"Government through Allah by the people for the people".

یعنی: ”اللہ تعالیٰ کے (قوانین کے) تحت عوام کے لیے عوام کی حکومت“۔(۴۴)

۱۹۶۹ء میں آپ نے دنیا کا پانچواں تبلیغی دورہ کیا، جو تقریباً چار ماہ جاری رہا۔ ایشیا کے ممالک میں جاپان، سنگاپور، ملائشیا اور انڈونیشیا، یورپ کے ممالک میں سوئٹزرلینڈ، مغربی جرمنی، ہالینڈ، بیلجیم، برطانیہ، جبکہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں باربرڈوس، ٹرینڈاڈ وٹوبیگو، سرینام، برٹش گیانا، وینزویلا، جمیکا اور کینیڈا وغیرہ شامل ہیں۔(۴۵)

اگست تا ستمبر ۱۹۷۰ء میں آپ نے جنوبی افریقہ کا یادگار تبلیغی دورہ کیا۔ یہاں آپ نے کیپ ٹاؤن کی "White Stellenbosch University"(وائٹ اسٹیلن بش یونیورسٹی) میں خطاب کیا۔ یہ جنوبی افریقہ کی سب سے بڑی یونیورسٹی ہے، جہاں صرف منتخب قسم کے اہلِ علم و محققین تقریر کرسکتے ہیں۔ مولانا انصاری پہلے شخص ہیں، جنھوں نے نسلی امتیاز کے باوجود خطاب کیا اور سُننے والوں پر اسلام کی عظمت کو واضح کیا۔(۴۶)

۱۹۷۳ء میں آپ نے بحرِ ہند کے جزیرے "Seychelles"(سی شیلز) کا تبلیغی دورہ کیا۔ غالباً مولانا انصاری وہ پہلے مسلمان مبلغ ہیں، جنھوں نے پہلی بار اس جزیرے کا دورہ کیا۔(۴۷) اسلامی تعلیمات کی ترویج واشاعت کے لیے آپ نے یہاں ایک عظیم الشان مسجد تعمیر کروائی۔ یہ جزیرہ "Seychelles" یا "Republic of Seychelles" کے نام سے مشہور ہے، جزیروں پر مشتمل یہ ملک افریقہ سے تقریباً ۱۵۰۰ کلو میٹر دور بحرِ ہند میں واقع ہے۔ اس کا رقبہ ۴۵۱ مربع کلو میٹر ہے، جبکہ اس کی آبادی (۲۰۱۲ء کی مردم شماری کے مطابق) تقریباً ”۸۰،۶۵۴“(اسی ہزار چھ سو چون) افراد پر مشتمل ہے۔ دار لحکومت کا نام ”وکٹوریا“ ہے۔ ۲۹/ جون ۱۹۷۶ء میں برطانیہ سے آزادی حاصل کی۔ کہتے ہیں کہ اس ملک کے جزیروں کی تعداد ۱۵۰ سے زائد ہے۔ یہاں علاقائی زبانوں کے علاوہ انگریزی اور فرانسیسی زبانیں بھی بولی جاتی ہیں۔۴۸

بحیثیت صحافی

مولانا انصاری نے دیگر شعبہ جات کے ساتھ ساتھ میدانِ صحافت میں بھی اپنی خداداد صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا اور ایک منفرد مقام حاصل کیا۔ آپ نے تقریباً بیس سال تک نہ صرف ملکی صحافت میں بلکہ عالمی صحافت میں بھی گراں قدر خدمات انجام دیں۔ ۱۹۳۲ء میں اپنی صحافتی زندگی کا باقاعدہ آغاز صرف اٹھارہ سال کی عمر سے کیا۔ یہ وہ سال ہے کہ جب آپ کی ملاقات مبلغِ اسلام شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی قادری سے ہوئی اور آپ انہی کے ہو کر رہ گئے۔ اسی سال کے آخر میں شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی کے جاری کردہ انگریزی رسالہ "Real Islam" (سنگاپور) میں مقالات لکھنے شروع کیے اور اسی سال اپنی پہلی تصنیف بزبان انگریزی "Beacon Light" (منارۂ ہدایت) پیش کی۔(۴۹)

مولانا انصاری صحافت کے میدان میں ایک مقالہ نگار، کئی رسائل و جرائد کے مدیر اور اسلام اور دینی مسائل کے شارح کے طور کے پر نمایاں رہے۔ اِن عالمی رسائل و جرائد میں اکثر تعداد اُن کی ہے، جو شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی کے قائم کردہ اور جاری کردہ ہیں۔ ذیل میں چند کے نام ذکر کیے جاتے ہیں:

۱۔ ماہنامہ "Genuine Islam" سنگاپور: آپ ۱۹۳۸ء تا ۱۹۴۹ء اس کے مدیر رہے۔

۲۔ ہفت روزہ "Sind Information" کراچی: آپ ۱۹۴۸ء تا ۱۹۵۰ء اس کی اِدارت کے فرائض انجام دیتے رہے۔

۳۔ سہ ماہی "Five Pillars" ڈربن (جنوبی افریقہ): آپ ۱۹۴۵ء تا ۱۹۵۰ء اس کے مدیر رہے۔

۴۔ ۵۔ ماہنامہ "The Muslim Digest" ڈربن (جنوبی افریقہ) اور **ماہنامہ "Ramadan Annual" ڈربن (جنوبی افریقہ):** آپ زندگی بھر ان ماہناموں کے مدیر رہے۔

۶۔ ماہنامہ "The Minaret"، کراچی: آپ نے اس کا اجراء مئی ۱۹۶۴ء میں کیا، جو بحمدہ تعالیٰ آج تک (۲۰۱۷ء) باقاعدگی کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔

۷۔ ماہنامہ "Voice of Islam": یہ جمعیۃ الفلاح کراچی سے شائع ہوتا تھا، آپ ۱۹۵۲ء میں اس کے مدیر بنے اور جنوری ۱۹۵۶ء تک اس عہدے پر فائز رہے۔

۸۔ماہنامہ "منزل"، کراچی: آپ نے اس کا اجراء ۱۹۶۴ میں کراچی سے اردو اور گجراتی زبان میں کیا، یہ آپ کی اِدارت میں ایک سال اور چند ماہ تک جاری رہا۔ تاہم بعد میں کچھ تکنیکی وجوہات کی بنا پر اس کی اشاعت کو موقوف کر دیا گیا۔

مولانا عبد العلیم صدیقی نے ۱۹۳۷ء کے آخر میں مولانا انصاری کو تبلیغِ اسلام کی ذمّہ داری سونپی۔ اُس وقت عالمی سطح پر خصوصاً سنگاپور اور ملایا میں غیر مسلموں کی کارروائیوں کو روکنے کے لیے تبلیغِ اسلام کی ذمہ داری سونپی اور انھیں سنگاپور روانہ کیا، چنانچہ آپ نے اس تبلیغی سفر میں تین بڑے کام سرانجام دینے تھے:

۱۔ سنگاپور سے انگریزی زبان میں "Genuine Islam" نامی پہلے اسلامی ماہنامہ کا اِجراء۔

۲۔All-Malaya Muslim Missionary Society کی تبلیغی سرگرمیوں کو منظم اور ان کی رہنمائی کرنا۔

اور ۳۔ مشرقِ بعید میں ایک متحدہ عمومی تبلیغی محاذ کو منظم کرنا۔

سلانگور کی وفاقی مجلس قانون ساز میں اپریل ۱۹۳۸ء میں ایک قانونی مسّودہ بنام "ملایا کی وفاقی ریاستوں کے لیے حدود شرعی کا قانون" پیش ہوا۔ اس کا پیش ہونا تھا کہ سنگاپور اور ملایا کے اخبارات میں اس کے خلاف ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔ اکثر وبیشتر اخبارات غیر مسلموں کے تھے۔ انہوں نے صرف اس قانون ہی کی مخالفت نہ کی بلکہ اسلام کو موردِ طعن بنایا۔ مشرق بعید کے سب سے اہم روزنامہ "The Straits Times of Singapore" (اسٹریٹس ٹائم آف سنگاپور) نامی انگریزی اخبار کے اداریے میں کئی لفظی حملے کیے گئے، اور پہلا ہی اداریہ لکھا، جس کی شہ سُرخی یہ ہوتی تھی: "Go to Mosque or go to prision" (مسجد جاؤ یا جیل خانہ جاؤ) اس کے علاوہ مخالفت میں اور مضامین بھی لکھے گئے۔ دوسرے اخبارات بھی لامذہبیت اور اسلام دشمنی میں پیچھے نہ رہے، طوفان برابر بڑھتا گیا۔ اس لیے کہ اس کی قیادت نامور انگریز اور چینی صحافی اور سیاست داں کر رہے تھے۔ دوسری جانب اس قانون کی حمایت انتہائی کمزور تھی، کیونکہ یہی دفاع کر رہے تھے، تاہم وہ اس طوفان میں بہہ گئے۔ کمزوری کی کیفیت اس وقت تک مسلسل رہی جب تک کہ مولانا انصاری حمایت کے لیے کھڑے ہوئے۔ انہوں نے ایک طویل فاضلانہ مقالہ لکھا جس میں مخالفین

کے ایک ایک اعتراض کا دنداں شکن جواب دیتے ہوئے اسلامی قوانین اور ان کے فلسفہ کی برتری کو ثابت کیا۔ مولانا انصاری کی عمر اس وقت ۲۲ سال تھی لیکن مقالہ اس قدر بلند پایہ تھا کہ سب سے زیادہ شدید مخالف اخبار ''اسٹریٹس ٹائمز'' ہی نے اس کو ممتاز طریقہ پر چھاپا اور محض چھاپا ہی نہیں بلکہ اس کے معمر اور نامور انگریز ایڈیٹر نے اس کے دلائل کے وزن کا اعتراف کرتے ہوئے مولانا انصاری کو ''دقیق نظر اور وسیع علم رکھنے والے منطقی'' کے لقب سے یاد کیا(۵۰)

مشرقِ بعید کے ممالک میں عیسائی مشنریز نے اسلام مخالف تحریک شروع کی اور جاہل مسلمانوں کو ورغلانا شروع کیا، اس کام کو تقویت دینے کے لیے کچھ کُتب تصنیف کر کے تقسیم کی گئیں، جن میں تین سر فہرست ہیں:

۱. "Moslem World in Revolution" by Rev. Cash.

۲. "Islam and Christianity in India and the Far East" by Dr. Wherry.

۳. "Mohammedanism and Christianity- *Twentieth Century Trends*" by Archbishop Wand.

ان کُتب نے مسلمانوں میں بے چینی کی فضا پیدا کر دی اور Java (جاوا) کے کچھ اَن پڑھ قبائل مرتد ہو کر عیسائیت قبول کر بیٹھے، پھر انھیں مرتدین نے مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرنا شروع کر دیں۔ مبلغِ اسلام شاہ محمد عبد العلیم صدیقی نے مولانا انصاری کو ہدایت کی کہ وہ فوراً اس طرف اپنی توجہ مبذول کریں اور مسلمانوں کی مدد و نصرت کے لیے کردار ادا کریں۔

چنانچہ مولانا انصاری نے ArchBishop وینڈ کے جواب میں سات مضامین تحریر فرمائے، جو ماہنامہ "Genuine Islam" سنگاپور میں قسط وار بعنوان "Trends in Christianity" شائع ہوئے، پھر انھیں ایک کتابی صورت میں شائع کر کے مشرقِ بعید کے علاقوں میں تقسیم کیا گیا۔ اس کتاب کے مدلل و معقول دلائل سے عیسائی مشنریز جواب سے عاجز آ گئے اور مولانا انصاری کے بارے میں بے سر و پا باتیں کرنے لگے۔ پھر مولانا انصاری نے بڑی تفصیل سے ۱۹۴۰ء میں ایک کتاب علی گڑھ میں تحریر فرمائی، جو تاحال لاجواب ہے، اس کتاب کا نام ہے:

"Islam and Christianity in the Modern World"

مولانا انصاری نے اس کا سببِ تالیف یہ بیان کیا کہ اولاً تو آسٹریلیا کے صدر پادری نے جو طوفان مچا رکھا ہے اُس کا سدِباب ہو، ثانیاً اسلام کا پیغامِ محبت مسیحیت تک پہنچایا جائے تا کہ غلط فہمیاں دور ہوں اور اسلام کی مخالفت ختم ہو، ثالثاً Dr. Samuel M. Zwember کی تحریریں اور رابعاً مذکورہ تین کُتب بھی اس کی تالیف کا سبب بنیں۔ الغرض مولانا انصاری کی صحافتی خدمات تادمِ آخر بھی جاری وساری رہیں اور آپ اپنے قلم سے نہ صرف مسلمانوں کی رہنمائی کرتے رہے بلکہ مخالفینِ اسلام کے اعتراضات کا قلع قمع بھی کرتے رہے۔(۵۱)

بحیثیت ایک مدبر

مولانا انصاری نے تیس سال اپنے گردوپیش اور عالمی صورتِ حال کو بغور دیکھا، خصوصاً عالمِ اسلام کو درپیش مسائل اور اُن کے حل کے لیے ممکنہ تدابیر اور ذرائع اختیار کرنے کا عزم کیا، آپ کی دلی خواہش تھی کہ دنیا میں اسلامی تبلیغی تحریک کا جال بُن دیا جائے، چناں چہ ۲۸/اگست ۱۹۵۸ء کو ایک تنظیم بنام الوفاق العالمی للدعوۃ الإسلامیۃ (عالمی جمعیت تبلیغِ اسلام) کا سنگِ بنیاد رکھا۔

آپ نے (۶/رجب ۱۳۹۱ھ بمطابق ۲۹/اگست ۱۹۷۱ء) جامعہ علیمیہ اسلامیہ کی پہلی تقریبِ تقسیمِ اسناد کے موقع پر سامعین سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ اپنے اپنے وسائل اور اپنی اپنی صلاحیتوں کے مطابق علمائے دین ہر جگہ مصروفِ کار ہیں اور ہر مسلمان کو چاہیے کہ اِن بزرگ ہستیوں کا اور اللہ تعالیٰ کا ان بیش قیمت خدمات کے لیے شکر گزار ہو، لیکن نتائج پھر بھی قابلِ اطمینان نہیں ہیں اور ضرورت اس بات کی محسوس ہوتی رہی ہے کہ عالمی بنیاد پر ایک اسلامی تبلیغی ادارہ قائم کیا جائے جس کے پیشِ نظر عالمِ اسلام اور غیر مسلم انسانیت کی جامع خدمت کا کوئی واضح منصوبۂ عمل ہو۔

الوفاق العالمي للدّعوۃ الإسلامیۃ (عالمی جمعیت تبلیغِ اسلام)، جو ایک بین الاقوامی تبلیغی ادارہ ہے، اسی پس منظر کی بنیاد پر قائم کیا گیا ہے۔ ادارے کے پیشِ نظر حسبِ ذیل مقاصد ہیں:

۱۔ متحدہ تبلیغی محاذ کے قیام کی غرض سے دنیا بھر کی اسلامی سرگرمیوں کو ایک رابطے میں منسلک کرنا۔

۲۔ دور دراز کے ممالک میں بسنے والے منتشر مسلمانوں کی دینی اور روحانی زندگی کو منظّم کرنا۔

۳۔ پاکستان اور بیرونِ پاکستان میں علمائے دین کے تبلیغی دوروں کا انتظام کرنا۔

۴۔ مروّجہ لادینی نظامِ تعلیم کو اسلامی فکر اور مزاج کے مطابق ڈھالنے کے سلسلے میں سعی کو منظّم کرنا۔

۵۔ نوجوانوں کے ایک خصوصی ادارے کے توسط سے دنیا کے مسلم نوجوانوں کے درمیان اسلامی تعلیمات اور فکر کی ترویج کا انتظام کرنا۔

۶۔ خواتین کے ایک خصوصی ادارہ کے توسط سے دنیا کی مسلم خواتین کے درمیان اسلامی تعلیمات اور فکر کی ترویج کا انتظام کرنا۔

۷۔ دینی میدان میں رہ نمائی کی غرض سے بلند علمی سطح پر اور موجودہ مسائل کے پس منظر میں تحقیقی کام کو منظم کرنا۔

۸۔ مختلف عالمی زبانوں میں کتابوں، کتابچوں اور رسائل کے ذریعے اسلامی ادب کی اشاعت کرنا۔

۹۔ ایسے علمائے دین تیار کرنا جو علومِ شرعیہ کے ساتھ ساتھ علومِ جدیدہ سے بھی گہری واقفیت رکھتے ہوں اور نکھرے ہوئے اسلامی اخلاق کے حامل ہوں تاکہ وہ انسانیت کے ہر طبقے کی عمدگی اور وقار کے ساتھ رہ نمائی کر سکیں۔

مذکورہ مقاصد میں سے پہلے دو براہِ راست الوفاق العالمي للدعوة الإسلامية (عالمی جمعیت تبلیغِ اسلام) کے ساتھ متعلق ہیں جو دنیا کے مختلف ملحقہ اسلامی اداروں کے تعاون سے انجام دیے جاتے ہیں۔ ایسے اداروں کی حالیہ تعداد تقریباً چالیس ہے۔

تیسرے مقصد کی ذمے داری، بہ مصداق قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند، اس ناچیز خادمِ دین پر عائد رہی ہے۔ تبلیغی مقاصد کے تحت اس احقر نے ۱۹۶۹ء تک کرۂ ارضی کے گرد پانچ عالمی دورے کیے اور اس طرح بین الاقوامی سطح پر تبلیغی خدمات انجام دینے کی سعادت حاصل کی۔

چوتھے مقصد کے حصول کے سلسلے میں ہماری مساعی کی ابتدا اس احقر کی تصنیف ”عالمِ اسلام کی موجودہ بدحالی اور مستقبل کے لیے ہمارا تعلیمی منصوبہ“ (بہ زبانِ انگریزی) سے ہوئی، جس کو اس منزل کے لیے بانگِ جرس کہا جا سکتا ہے۔

اس سلسلے میں مسلم ماہرینِ تعلیم اور مخیّر حضرات کے تعاون سے عظیم جد وجہد کی ضرورت ہے۔ اس ضمن میں ہماری آخری منزل ایک ایسی اسلامی یونیورسٹی کا قیام ہے جس میں جملہ مروجہ علوم وفنون کتاب اللہ اور سنت الرسول ﷺ کی روشنی میں پڑھائے جائیں۔

پانچویں مقصد کے حصول کی غرض سے ”عالمی انجمنِ نوجوانِ اسلام“ کا قیام عمل میں لایا گیا ہے، اس انجمن کا مستقر کراچی ہے اور منسلک انجمنیں دنیا کے مختلف ممالک میں پائی جاتی ہیں۔

چھٹے مقصد کے حصول کے سلسلے میں ”عالمی انجمنِ خواتینِ اسلام“ قائم کی گئی ہے، اس انجمن کا مستقر کراچی ہے اور دنیا کے مختلف ممالک میں ملحقہ ادارے اور خواتین مصروفِ عمل ہیں۔

ساتویں اور آٹھویں مقاصد کی تکمیل کے لیے المرکز الاسلامی ”ادارۂ تحقیق ونشریاتِ اسلامی“ دینِ متین کی خدمت انجام دے رہا ہے۔ اس ادارے نے اب تک چھبیس ۔(۵۲) کتابیں، جن میں سے بیس انگریزی میں اور چھ اُردو میں ہیں، شائع کی ہیں اور ان میں سے بعض ایشیائی اور یورپی زبانوں میں ترجمہ ہو کر شائع ہو چکی ہیں اور یہ سب دنیا کے مختلف ممالک میں پھیل چکی ہیں۔

علاوہ ازیں ایک ضخیم تحقیقی کتاب بہ عنوان ”اسلامی معاشرہ کی بنیادیں اور اس کا ڈھانچہ قرآنی تعلیمات کی روشنی میں“ جو انگریزی زبان میں لکھی گئی ہے اور جس کے اُردو، عربی و دیگر تراجم کا اہتمام در پیش ہے، فی الحال زیرِ طباعت ہے [۵۳]۔ اس کے علاوہ متعدد کتابیں فلسفۂ سائنس، فلسفۂ مذہب، فلسفۂ تاریخ، فلسفۂ اخلاق، عمرانیات، ارتقائی نفسیات، ذہنی صحت اور تعمیرِ شخصیت جیسے اہم موضوعات پر اشاعت کے لیے تیار ہو چکی ہیں۔ یہ کتابیں گہرے تحقیقی مطالعے کے بعد اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تصنیف کی گئی ہیں، علاوہ ازیں انگریزی زبان میں ایک ماہوار علمی تبلیغی رسالہ ”دی منارٹ“ مئی ۱۹۶۴ء سے باقاعدگی کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔

نویں مقصد نے ”الجامعۃ العليمية الإسلامية“ کی شکل اختیار کی ہے اور آج ہم اسی ادارے کی تقسیمِ اسناد کی تقریب منا رہے ہیں۔

اس جامعہ کی پہلی جماعت پاکستان کے علاوہ مشرقی افریقہ، جنوبی افریقہ، غرب الہند اور جنوبی امریکا سے آئے ہوئے طلباء پر مشتمل تھی، جو علومِ شرعیہ اور علومِ عصریہ کے جامع نصاب کی تکمیل کی غرض سے

آئے تھے۔ بتدریج فجی، آسٹریلیا، فلپائن، انڈونیشیا، کوریا، تھائی لینڈ، سنگاپور، سیلون، ماریشس، موزنبیق، سیشلز، گھانا، یمن، جرمنی اور کناڈا کے طلبا بھی اس ادارے میں داخل ہوئے۔ حضرت مولانا محمد عبد العلیم الصدیقی القادری (رحمۃ اللہ علیہ) کی عظیم القدر تبلیغی اور ملّی خدمات کے اعتراف کے طور پر جامعہ کو آپ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ ادارے کا نصب العین ایسے جامع علمائے دین مرتب کرنا ہے جو عربی زبان و ادب، علومِ شرعیہ اور افکارِ جدیدہ پر مبنی اپنی جامع تعلیم و تربیت کے باعث بیسویں اور اکیسویں صدی کے انسانوں کی صحیح اور نتیجہ خیز رہبری کر سکیں۔(۵۴)

مولانا انصاری کہتے ہیں کہ "ہم نے قلتِ وسائل اور دینی مسائل کی جانب سے بیشتر دولت مند حضرات کی دردناک بے توجہی کے باوجود یہ عظیم اِقدام کیا ہے اور صرف اس لیے اس راہ کی تمام صعوبتیں مول لی ہیں کہ یہ مقدس فریضہ ہے اور اِحیاءِ دین نیز علماءِ اسلام کی قیادت کو صحیح مقام عطا کرنے کے لیے یہ اِقدام ناگزیر ہے، حقیقت یہ ہے کہ اگر دینی تعلیم کے لیے ایسا جامع نصاب جو دورِ حاضر کے معاند ماحول میں صحیح اور قوی اسلامی قیادت فراہم کر سکے اور جدید علم الکلام کی تدوین جو دورِ حاضر کے علمی چیلنج کا دندان شکن جواب پیش کر سکے۔ یہ ایسے دو فرائض ہیں کہ ان کی ادائیگی کے سلسلہ میں مزید تغافل ملّی خودکشی کے مترادف ہوگا۔ ہم اپنی کم مایگی کے معترف ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں۔ ہم نے اسی کے بھروسہ پر قدم بڑھایا ہے، وہی ہمیں تمام وسائل عطا فرمائے گا، جن کی ہمیں ضرورت ہے اور وہی اس منصوبہ کی تکمیل فرمائے گا۔ واللهُ المستعانُ وعليه التكلانُ"۔(۵۵)

بحیثیت مرشد و شیخِ طریقت

مبلغِ اسلام سفیرِ چین و جاپان مولانا شاہ محمد عبد العلیم صدیقی نے حطیمِ کعبہ میں مولانا انصاری کو سلاسلِ عالیہ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ سہروردیہ اور شاذلیہ وغیرہ میں بیعت کیا اور اجازت و خلافت سے نوازا۔ اس کے علاوہ مولانا انصاری کو ابو مخدوم شاہ سید محمد طاہر اشرف اشرفی جیلانی قدس سرہ (معروف بہ "قطبِ ربانی") نے سلسلہ عالیہ اشرفیہ میں اجازت و خلافت سے نوازا ہے۔ امرِ واقعہ یوں ہے کہ مولانا انصاری جب کراچی میں ہوتے، تو ہفتہ میں دو دفعہ ضرور حضرت ابو مخدوم کی خدمت میں حاضری دیا کرتے اور روحانی معاملات میں حضرت سے رہنمائی حاصل کرتے تھے۔ اس لیے کہ آپ کو یہاں شاہ محمد عبد العلیم صدیقی نے

بھیجا تھا اور فرمایا تھا: میری غیر موجودگی میں تم ان سے رہنمائی حاصل کیا کرو کیونکہ "میری نظر میں اس وقت ان سے بڑی روحانی شخصیت کوئی نہیں ہے"۔ چنانچہ جب شاہ محمد عبد العلیم صدیقی آخری عمر میں مدینہ شریف تشریف لے گئے، تو انہوں نے حضرت قطبِ ربانی قدس سرہ کو خط لکھا کہ "میں اب بہت ضعیف ہو چکا ہوں اور مسلسل بیماری نے کمزور کر دیا ہے، جس کی وجہ سے چلنا پھرنا دشوار ہے، لہٰذا آپ میرے داماد ڈاکٹر فضل الرحمن انصاری کو خلافت دے دیں اور ان کی دستار بندی فرما دیں تا کہ وہ میری جگہ تبلیغِ دین کا کام کر سکیں، انہوں نے اسی قسم کا ایک خط ڈاکٹر فضل الرحمن انصاری کو بھی لکھا، چنانچہ جب وہ مولانا عبد العلیم صاحب کا خط لے کر حضرت قطبِ ربانی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: میرے پاس بھی ان کا خط آچکا ہے، اس کے بعد حضرت قطبِ ربانی قدس سرہ نے اپنے مکان مسکنِ سادات فردوس کالونی، کراچی میں ایک مختصر تقریب منعقد کی اور علماء وصوفیاء کی موجودگی میں ڈاکٹر فضل الرحمن انصاری کی دستار بندی اپنے دستِ مبارک سے فرمائی اور خلافت عطا فرمانے کے ساتھ دیگر اوراد و وظائف کی بھی اجازت عطا فرمائی"۔(۵۶)

مولانا انصاری کا شجرۂ طریقت سلسلہ عالیہ قادریہ علیمیہ چھتیس واسطوں سے جبکہ سلسلہ عالیہ چشتیہ علیمیہ چالیس واسطوں سے رسول کریم ﷺ تک پہنچتا ہے۔ آپ کُتب تصوف میں ان کتب کے مطالعہ کی اکثر تلقین فرماتے تھے: شیخ ابو طالب کی "قوت القلوب" اور "الرسالۃ الشرعیۃ"، شیخ عبد القادر جیلانی بغدادی قدس سرہ کی "فتوح الغیب" اور "الفتح الربانی"، شیخ ابو بکر کلاباذی قدس سرہ کی "کتاب التعرف"، سید علی ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش قدس سرہ کی "کشف المحجوب"، شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ کی "عوارف المعارف"، امام محمد بن محمد غزالی کی "احیاء علوم الدین" اور "المنقذ من الضلال" اور شیخ الاسلام خواجہ عبد اللہ انصاری ہروی کی "منازل السائرین"، جبکہ اپنے شیخ شاہ محمد عبد العلیم صدیقی کی "کتاب التصوف" مسمیٰ بہ "لطائف المعارف"۔(۵۷)

تصوف کے نام پر عرصۂ دراز سے مختلف دھوکہ باز سرگرمِ عمل ہیں، یہ پہلے بھی تھے اور اب بھی موجود ہیں، مولانا انصاری ایسوں کی سخت الفاظ میں مذمت بیان کرتے رہے اور ہمیشہ لوگوں کو صحیح لوگوں کے دامن سے وابستہ ہونے کی نصیحت کرتے رہے، چنانچہ ایک جگہ ایسے دھوکہ بازوں کے بارے میں کہتے ہیں:

"عالمِ اسلام میں تصوف کی حالت بڑی ابتر، خستہ حال اور تنزلی کا اس حد تک شکار ہے کہ اسے اپنی اصلی حالت میں تلاش کرنا بہت مشکل ہو کر رہ گیا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ اس مقدس شعبہ کو بھی مختلف سلسلوں کے (نام نہاد) پیروں نے تجارت کا ذریعہ بنا لیا ہے۔ یہ سب کچھ عام مسلمانوں کی جہالت اور اس مقدس شعبہ کو غلط انداز سے پیش کرنے والوں کی وجہ سے ہوا ہے"۔۔۔۔۔ "آج تصوف میں بہت زیادہ تحریف کر کے اسے بگاڑ دیا گیا ہے اس لیے کہ ایک بڑی تعداد اُن لوگوں کی جو خود کو شیخِ تصوف بنا کر پیش کرتے ہیں، حالانکہ وہ تصوف کی ابجد سے بھی واقف نہیں ہوتے۔ بد قسمتی سے یہ ایک قسم کا کاروبار بن چکا ہے، جو باپ سے بیٹے کو منتقل ہو جاتا ہے۔ مزارات بنائے جاتے ہیں، پھر ان سے تجارت کر کے پیسہ کمایا جاتا ہے، یاد رکھیں۔۔! یہ ہر گز تصوف نہیں، تصوف تو اسلام ہے، یہ اسلامی قانون ایک جسم اور ایک روح رکھتا ہے، تصوف کا شریعت کی حدود میں ہونا نہایت ضروری ہے"۔(۵۸)

آپ بیعت سے متعلق لکھتے ہیں: "منشائے بیعت یہ ہے کہ طالب مرشدینِ راہِ حق سے وصول الی اللہ کا طریق معلوم کر کے مطلوبِ حقیقی تک پہنچ جائے۔ وصول الی المطلوب کی سہل تدبیر یہ ہے کہ دل اور زبان کو ذکرِ مطلوب میں اس قدر مصروف رکھے کہ ایک سانس بھی بغیر اُس کی یاد کے نہ لیا جاوے۔ حتیٰ کہ ہر بنِ مو سے نامِ محبوب سنا جائے۔ جب ذاکر ذکر میں اس درجہ مستغرق ہو جائے کہ تمام عالم بلکہ اپنی ذات کو بھی بھول جائے تب انوارِ تجلیاتِ مذکور ظہور فرماتے ہیں۔ اس مرتبے پر پہنچ کر زہد، تقویٰ، توکل، عزلت، قناعت، صبر، تسلیم اور رضا وغیرہ تمام بہترین خصائل بے قصد و بے ارادہ حاصل ہو جاتی ہیں" ۵۹۔ پھر خاص ہدایات دیتے ہوئے مریدین و متوسلین کو نصیحت کرتے ہیں: "بیعت کے وقت سچے دل سے توبہ کی ہے، اُمید رکھیے کہ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی۔ اب آئندہ گناہوں سے حتی الوسع بچتے رہیے، بلکہ شبہ کی چیزوں سے بھی احتراز فرمایئے۔ بندگانِ خدا کے حقوق میں جو کمی کی ہو جلد تر اُن سے معافی لیجیے کہ وہ اُن بندوں ہی کے معاف کرنے سے معاف ہوں گے۔ کسی مسلمان کی طرف سے دل میں کینہ یا عداوت ہو تو فوراً اُسے دل سے نکالیے اور جس قدر جلد ممکن ہو اُن سے صلح فرمایئے کہ جب تک دل ان اُلجھنوں میں گرفتار رہے گا محبوبِ حقیقی کی طرف یک سوئی دشوار اور قرب کی منزل تک رسائی مشکل"۔(۶۰)

اہلِ علم کا خراجِ تحسین

چونکہ مولانا انصاری ایک ہومیو پیتھک ڈاکٹر بھی تھے، اسی لیے ورلڈ فیڈریشن آف اسلامک مشنز کے زیرِ اہتمام سلور جوبلی کی تقریبات کے اختتام پر آپ کی خدمات کے پیش نظر انھیں "فیڈریشن آف ہومیو پیتھی" کی جانب سے فیلو شپ دینے کا اعلان کیا گیا، فیلو شپ کی سند مرحوم کے صاحبزادے جناب مصطفیٰ انصاری نے وصول کی۔(۶۱)

سید غوث علی شاہ نے مولانا انصاری کی خدمات کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر فضل الرحمن نے ملک کے اندر ایک اسلامی درسگاہ قائم کر کے ایک عظیم خدمت انجام دی ہے۔(۶۲)

ممتاز اسکالر اور ماہرِ قانون جناب اے کے بروہی کے مطابق مولانا ڈاکٹر فضل الرحمن انصاری پاکستان کے چند ایسے اسکالرز میں سے ایک تھے، جنہوں نے دعوت وارشاد کے میدان میں مثالی کام کیا ہے اور جن کے اس کام پر پاکستان فخر کر سکتا ہے۔ مولانا انصاری پاکستان کے دوسرے علماء سے اس لحاظ سے مختلف اور ممتاز تھے کہ انہوں نے مغربی فلسفہ اور اسکالر شپ کا گہرا مطالعہ کیا اور ثابت کیا کہ اسلامی فلسفہ اور علوم سے مغرب نے خوشہ چینی کی ہے، وہ مشرق اور مغرب دونوں میں یکساں طور پر مقبول تھے۔ ان کا پاکستان اور بیرونِ ملک مشنِ اسلام اور سچائی تھی اور وہ کبھی اس مشن سے الگ نہیں ہوئے"۔(۶۳)

پروفیسر محمد محمود حسین صدیقی اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں: "مولانا ڈاکٹر شاہ محمد فضل الرحمن انصاری قادری رحمۃ اللہ علیہ نادرِ روزگار جامع الکمالات تھے۔ مولانا موصوف نہ کسی مملکت کے سربراہ تھے نہ سیاسی لیڈر اور نہ سرمایہ دار، پھر بھی آپ کا مقام سارے عالمِ اسلام میں لاکھوں مسلمانوں کے دل میں تھا۔ مسلمان ہی نہیں بلکہ سارے عالم میں غیر مسلم صاحبان علم بھی آپ کے معترف تھے۔۔۔ مولانا کی علمی خدمات اور تبلیغی مساعی کا اعتراف دنیا نے کیا۔ مگر میری نظر میں مولانا کا ایک کارنامہ اور ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ کریم نے مولانا کی مساعی کو مشکور فرمایا، وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی توفیق خاص سے مولانا کے ہاتھوں ایک جامع تعلیمی اور تبلیغی منصوبہ کو باوقار عملی شکل عطا فرمائی۔۔۔ اللہ مولانا کے دلدادگان کو مولانا کے قائم کردہ ادارہ کی پُر خلوص خدمت کی توفیق عطا فرمائے"۔(۶۴)

حرفِ آخر: مولانا انصاری کی ذات کے یہ چند پہلو ہیں، جو ان کی شخصیت کے آئینہ کار ہیں کہ وہ نہ صرف دین اسلام کے بے مثال مبلغ تھے بلکہ سفیر اسلام ہونے کے ساتھ ساتھ پوری دنیا میں اسلامی فکر کو پروان چڑھانے میں بہت اہم کردار ادا کرنا چاہتے تھے ۔ مختلف علوم وفنون میں مہارت رکھتے تھے اور دنیا کے منارہ نور کی حیثیت رکھتے تھے اللہ تعالیٰ ان کے مشن کو آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے بارے بہت سے ایسے پہلو ہیں ، جن پر ابھی کام ہونا باقی ہے، مثلاً "بحیثیت ماہرِ تعلیم"، بحیثیت ماہر تقابلِ ادیان، بحیثیت فلسفی، بحیثیت سیرت نگار وغیرہ۔ خدا کرے اہل علم مولانا انصاری کے ان پہلوؤں پر بھی تحقیقی مقالہ جات قلم بند کریں۔

حوالہ جات وحواشی

---

[١] Sae'da Buang and Phyllis Ghim-Lian Chew, **Muslim Education in the ٢١st Century**, Asian Perspective, Routledge, London ٢٠١۴, p.۴۵.

[٢] پیش لفظ "**قرآن کے بنیادی موضوعات**"، از ڈاکٹر فضل الرحمن، مترجم محمد کاظم، مشعل بکس لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ا۔ ۲

نیز دیکھیے: http://www.iais.org.my/e/attach/٢٠١٦/architects/FazlurRahman.pdf

[٣] ماہر القادری، "**یادِ رفتگاں**" جلد دوم، مرتبہ: طالب ہاشمی، مطبوعہ البدر پبلی کیشنز، راحت مارکیٹ، اردو بازار، لاہور، بار اوّل فروری ١٩٨٦ء

[۴] ضیاء الدین احمد، مولانا، **مرآۃ الانساب**، مطبع رحیمی ترپولیہ رجپپور (انڈیا) ١٩١٧ء، ص ١٢٣۔ ١٢۴

محمد عنایت اللہ انصاری، **تذکرہ علماءِ فرنگی محل**، اشاعۃ العلوم فرنگی محل لکھنؤ، س ن، ص ٧۔ ٨

[۵] Muhammad Fazlur Rahman Ansari, **The Quranic Foundation and Structure of Muslim Society**, World Federation of Islamic Missions, Karachi, ٣rd Impression ١٩٨٩, V٢, P.۴٦۵،۴٦٦

[٦] یہ شجرۂ نسب مقالہ نگار کو صاحب زادہ مصطفیٰ فاضل انصاری بن مولانا فضل الرحمن انصاری نے ارسال کیا ہے، لہٰذا اسی پر اعتماد کرتے ہوئے اسے یہاں نقل کر دیا گیا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ علیمی

[٧] **The Quranic Foundation**, V١, P.XXIV.

ماہنامہ "**The Minaret**"، (انگریزی) کراچی، شمارہ جولائی ١٩٧۴ء، ص ١٣

[٨] "اعلان منجانب حلقہ علیمیہ کراچی"، بسلسلۂ انتخاب مولانا شاہ حافظ فضل الرحمٰن انصاری القادری بہ حیثیت رئیس الخلفاء (مرکزی جانشین) سلسلہ علیمیہ (نجیبیہ) قادریہ، ص ٦

[۹] بیان کردہ تاریخ "۱۴/ شعبان ۱۳۳۳ھ" کے مطابق عیسوی تقویم کے حساب سے تاریخ ۲۶/ جون ۱۹۱۵ء ہفتہ کا دن بھی بنتی ہے، لیکن چونکہ جمعہ کا دن متعین ہے، اس لیے ۱۴/ شعبان ۱۳۳۳ھ بروز جمعہ ۲۵/ جون ۱۹۱۵ء تاریخ ہونا زیادہ مناسب ہے۔ ۱۹۵۴ء میں حلقۂ علیمیہ قادریہ کراچی کی جانب سے شائع کردہ "اعلان منجانب حلقہ علیمیہ کراچی"، بسلسلۂ انتخاب مولانا شاہ حافظ فضل الرحمٰن انصاری القادری بہ حیثیت رئیس الخلفاء (مرکزی جانشین) سلسلہ علیمیہ (نحیبیہ) قادریہ کے ص ۹ پر بھی ہجری تاریخ وہی ہے، جو ہم نے ذکر کی ہے، البتہ اُس اعلان میں عیسوی تاریخ درج نہیں ہے۔ جولائی ۱۹۷۳ء / جمادی الثانی، ۱۳۹۴ھ ماہنامہ "The Minaret" (جلد ۱۳، ص ۱۲) کے خصوصی نمبر میں ہجری تاریخ پیدائش تو یہی ۱۴/ شعبان المعظم ۱۳۳۳ھ لکھی ہے۔ البتہ عیسوی اعتبار سے تاریخ قوسین میں ۱۴/ اگست ۱۹۱۴ء جمعہ کا دن لکھی ہے، جو کہ لغزشِ قلم ہے۔ اگر بیان کردہ عیسوی تاریخ کو درست مان لیا جائے، تو ہجری تاریخ ۲۳/ رمضان ۱۳۳۲ھ بنتی ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔ علیمیؔ

[۱۰] **محمد زین العابدین راشدی، انوارِ علماء اہلسنت سندھ**، زاویہ پبلی شرز لاہور، ۲۰۰۶ء، ص ۶۵۷

[۱۱] ماہنامہ "**The Minaret**"، (انگریزی) کراچی، شمارہ جولائی ۱۹۷۴ء، ص ۱۳

[۱۲] ایضاً، ص ۱۴

[۱۳] ایضاً، ص ۱۴

[۱۴] ایضاً، ص ۴۷

[۱۵] ایضاً، ص ۱۷

[۱۶] ایضاً، ص ۱۴، ۱۵، ۱۶

[۱۷] ایضاً، ص ۱۶

[۱۸] سید مظفر حسین برنی، **کلیاتِ مکاتیب اقبال** جلد ۴، اردو اکادمی دہلی، ۱۹۹۸ء، ص ۵۱۲۔۵۱۳۔ نیز دیکھیے اقبال نامہ، جلد دوم، ص ۱۶۴، بحوالہ "تاریخ ساز علامہ اقبال"، پروفیسر افتخار حسین شاہ، بیکن بکس، گلگشت ملتان، ۲۰۰۲ء، ص ۲۶

[۱۹] ماہنامہ "**The Minaret**"، (انگریزی) کراچی، شمارہ جولائی ۱۹۷۴ء، ص ۱۹

[۲۰] ایضاً

[۲۱] ایضاً

[۲۲] **محمد عبد الحکیم قادری، تذکرہ اکابرِ اہلسنت**، اویسی بک سٹال گوجرانوالہ، س ن، ص ۳۸۰

[۲۳] ایضاً، ص ۳۸۰۔۳۸۱

[۲۴] ماہنامہ "**The Minaret**"، (انگریزی) کراچی، شمارہ جولائی ۱۹۷۴ء، ص ۲۴

[۲۵] ایضاً، ص ۵۰

[۲۶] جون ۱۹۷۴ء کے بعض اخبارات (مثلاً روزنامہ جسارت، کراچی) میں لکھا ہے کہ نمازِ جنازہ سید عبد الکریم جیلانی نے پڑھائی تھی، تو یہ درست نہیں، بلکہ مولانا انصاری کے پسماندگان و احباب کے مطابق نمازِ جنازہ عبد القادر گیلانی نے ہی پڑھائی تھی۔ علیمی

[۲۷] ماہنامہ "**The Minaret**"، (انگریزی) کراچی، شمارہ جولائی ۱۹۷۴ء، ص ۲۳

[28] "اعلان منجانب حلقہ علیمیہ کراچی"، ص۷۔۸

[29] ماہنامہ "The Minaret"، (انگریزی) کراچی، شمارہ جولائی ۱۹۷۴ء، ص۴۷

[30] ایضاً

[31] ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی بن قاضی تصدق حسین: ۲۰/ نومبر ۱۹۰۳ء کو پٹیالی (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ آپ ایک بہترین ڈرامہ نگار، محقق، ادیب اور ماہرِ تعلیم تھے۔ ۱۹۳۹ء میں "تاریخ" میں کیمبرج یونیورسٹی سے پی۔ایچ۔ڈی کی اعلیٰ ڈگری حاصل کی۔ ۲۳/ جون ۱۹۶۱ء کو وائس چانسلر جامعہ کراچی بنے اور ۰۲/ جون ۱۹۷۱ء، اس عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔ ۲۲/ جنوری ۱۹۸۱ء کو پاکستان کے دار الحکومت اسلام آباد میں انتقال ہوا۔ (ماہنامہ "اخبار اُردو" کراچی، شمارہ جنوری ۱۹۸۳ء، ص ۱۳، "وفیات ناموران پاکستان، ڈاکٹر محمد منیر احمد سلیچ لاہور، اُردو سائنس بورڈ، ۲۰۰۶ء، ص۱۲۹)

[32] موصوف اے۔کے بروہی کے نام سے مشہور ہیں۔ ۱۹۶۰ء میں پاکستان کے ہائی کمشنر ہر کر ہندوستان گئے۔ آپ ہی نے اسلام آباد میں انٹرنیشنل یونیورسٹی قائم کی اور پہلے ڈائیریکٹر بنے۔ انگریزی میں کئی کُتب تصنیف کیں۔ ستمبر ۱۹۸۷ء میں بہتر (۷۲) سال کی عمر میں عارضۂ قلب کی وجہ سے انتقال ہوا۔ (ڈاکٹر محمد سہیل شفیق، وفیاتِ معارف، قرطاس پرنٹرز، کراچی ۲۰۱۳ء، ص۴۷۳)

[33] ماہنامہ "The Minaret"، (انگریزی) کراچی، شمارہ جولائی ۱۹۷۴ء، ص۴۹۔۵۰

[34] انوارِ علماء اہلسنت سندھ، ص۶۶۱۔۶۶۲

[35] تعارف پمفلٹ "دی قرآن فاؤنڈیشن اینڈ اسٹرکچر آف مسلم سوسائٹی" ص ۴ مطبوعہ کراچی

[36] کتابچہ "دورِ جدید کی پاکستانی مسلم مشنری" از صوفی دیوان راحت، مطبوعہ علیمیہ اکیڈمی اسلامک سینٹر، جہلم، ۱۹۸۶ء، ص۵

[37] ماہنامہ "The Minaret"، (انگریزی) کراچی، شمارہ جولائی ۱۹۷۴ء، ص۴۸۔۴۹

[38] نوٹ: مجلہ الضیاء (عربی)، جو مکتوب الیہ کی اِدارت میں لکھنؤ سے شائع ہوتا تھا، ۱۹۳۲ء / ۱۳۵۱ھ۔ ۱۹۳۵ء / ۱۳۵۴ھ۔ یہ خط اس کے شمارہ ۴، جلد ۸، بابت شعبان ۱۳۵۴ھ مطابق نومبر ۱۹۳۵ء چھپا تھا

[39] کلیاتِ مکاتیب اقبال جلد ۴، ص۲۵۰

[40] انوارِ علماء اہلسنت سندھ، ص۶۶۰

[41] ماہنامہ "The Minaret"، (انگریزی) کراچی، شمارہ جولائی ۱۹۷۴ء، ص۴۳

[42] ایضاً، ص۴۶

[43] ایضاً

[44] "چوتھا کامیاب عالمی دورہ" **ماہنامہ منزل** کراچی، نومبر ۱۹۶۴ء، جلد نمبر ۱، شمارہ نمبر ۷، ص۱۷ تا ۱۹۔ وجلد نمبر ۱، شمارہ نمبر ۸، ص۱۹۔۲۰

[45] ماہنامہ "The Minaret"، (انگریزی) کراچی، نومبر ۱۹۶۴ء، ص۱۸۔۲۰

[46] ایضاً، ص۴۶

[47] ایضاً، ص۵۰

[۴۸] دیکھیے: سیچیلیس/ http://ur.wikipedia.org/wiki/

[۴۹] ایضاً، ص۴۸

[۵۰] ایضاً، ص۱۹

[۵۱] دیکھیے مقدمہ کتاب: "Islam and Christianity in the Modern World"، شائع کردہ ورلڈ فیڈریشن آف اسلامک مشنز، کراچی

[۵۲] تاحال اردو میں تقریباً تیس جبکہ انگریزی میں تقریباً چالیس کتب شائع ہو چکی ہیں۔ علیمی

[۵۳] ۱۹۷۳ء میں یہ کتاب دو جلدوں میں شائع ہو چکی ہے، والحمد للہ۔ علیمی

[۵۴] مولانا فضل الرحمن انصاری، "دینی تعلیم ایک تاریخی جائزہ۔۔الخ"، ماہنامہ منزل کراچی، مئی ۱۹۶۴ء، جلد۱، شمارہ۱، ص۵۔۶

[۵۵] ماہنامہ منزل کراچی، مئی ۱۹۶۴ء، جلد۱، شمارہ۱، ص۶۔۹

[۵۶] ماہنامہ الاشرف، مارچ ۲۰۱۵ء کراچی

[۵۷] انگریزی خطاب "Tasawwuf" مشمولہ کتاب **Islam to the Modern mind**، ۱۹۹۹ Hidden Treasure Press، جنوبی افریقی، ص۲۴۶۔۲۴۷

مولانا انصاری "کتاب التصوف" کے بارے میں لکھتے ہیں: "درسیاتِ تصوّف کا جو نصاب وابستگانِ سلسلہ کے لیے تجویز کیا گیا ہے اس کی یہ پہلی کتاب ہے، باقی کتابیں بھی ان شاء اللہ تعالیٰ یکے بعد دیگرے پیش کی جائیں گی"۔ (پیش لفظ، کتاب التصوف، شائع کردہ: الحلقۃ العلیمیۃ القادری العالمیہ، کراچی، ۱۹۶۳ء، ص۵)

[۵۸] انگریزی خطاب "Tasawwuf" مشمولہ کتاب **Islam to the Modern mind**، ص۲۳۸۔۲۳۹

[۵۹] انصاری، محمد فضل الرحمن، **شجرہ طیبہ**، ورلڈ فیڈریشن آف اسلامک مشنز کراچی، سن، ص۱۵

[۶۰] ایضاً، ص۲۳

[۶۱] روزنامہ جنگ کراچی، جمعہ، ۲۱/ جمادی الاول ۱۴۰۴ھ، ۲۴/ فروری ۱۹۸۴ء، ص۲

[۶۲] روزنامہ جنگ کراچی، جمعرات، ۲۰/ جمادی الاول ۱۴۰۴ھ، ۲۳/ فروری ۱۹۸۴ء، ص۲

[۶۳] روزنامہ جنگ کراچی، اتوار، ۱۶/ جمادی الاول ۱۴۰۴ھ، ۱۹/ فروری ۱۹۸۴ء، ص۲

[۶۴] روزنامہ جنگ کراچی، جلد۳۸، منگل ۴ جمادی الثانی ۱۳۹۴ھ، ۲۵ جون ۱۹۷۴ء، شمارہ:۱۶۹، ص۳